چاہتی ہے تو سنبھل لے۔ دوسرے لفظوں میں اس کے پاس راہ حق پر مستقیم نہ ہو سکنے کے جتنے عذرات ہوتے ہیں ان کو ختم کر دیا جاتا ہے کہ لو اب تم اپنی نیتوں اور عزائم کا پورا پورا مظاہرہ کر لو۔ اس طرح کی آزمائش قسمت میں گھرنے والی قوم اگر خوش نصیب ہوتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے موقع سے پورا پورا فائدہ اٹھاتی ہے۔ اور نہ صرف خود پستی سے ابھر آتی ہے بلکہ وہ دوسری اقوام کو بھی سہارا فراہم کرتی ہے۔ لیکن اگر اس کے اعمال کی نحوست اس پر بالکل مسلط ہی ہو گئی ہو اور وہ خداداد موقع کو ضائع کر دے اور یہ ثابت کر دے کہ کہ اس کی ساری عذر تراشیاں جھوٹی تھیں کوئی ارادۂ اصلاح ان کے پیچھے موجود ہی نہیں تھا، تو پھر جتنی بڑی نعمت دی گئی ہوتی ہے اتنا ہی بڑا عذاب اس کی اوٹ میں سے برآمد ہوتا ہے۔

ہمارے ہاں کہا جا رہا ہے کہ انگریزی کی غلامی اتباعِ اسلام میں حائل ہے اور ہمیں ایک الگ خطۂ ارضی اگر مہیا ہو جائے تو ہم خدا کی کتاب کے ایک ایک شوشے کو زمین پر قائم کر کے دکھا دیں گے۔ ہمیں آزادی ملے تو ہمی پھر ہم ہوں گے اور اسلام ہوگا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان دعادی اور اعلانات کو کسوٹی پر رکھنے کے لئے مطلوبہ خطۂ ارضی بھی فراہم کر دیا ہے اور انگریزی اقتدار کی سِل کو بھی ہمارے سینوں سے ہٹا لیا ہے اب یہ ہمارے ذمے ہے کہ ہم اپنے آپ کو سچا ثابت کریں یا جھوٹا؟ اور ہماری کوششیں اسی کو پیدا کرنے کے لئے وقف ہیں) تو نہ صرف ملتِ پاکستان خود سنبھل جائے گی اور اللہ کی مزید نعمتوں کی مستحق ہو گی بلکہ دوسری مسلم اور غیر مسلم اقوام کے لئے ابھرنے کا سہارا بنے گی۔ اور اگر بدقسمتی سے تذکیر کی ساری کوششیں ناکام گئیں اور اللہ کی نعمت سے اجتماعی طور پر مذاق کرنے کا سلسلہ جاری رہا تو پھر کون کہہ سکتا ہے کہ کیا کچھ نہ ہوگا۔

جس صورتِ حالات میں ہم گھرے ہوئے ہیں اس کا ٹھیک تقاضا یہ ہے کہ دل و دماغ کی ایک ایک رمق، دوڑ دھوپ کا ایک ایک لمحہ اور جیب کی ایک ایک کوڑی اصلاح کی منظم جدوجہد میں جھونک دی جائے ورنہ بڑے بڑے متقی کا حشر فاسقین کے ساتھ ہی ہوتا ہے۔

سوال:۔

پرسوں کی بات ہے ایک ذمہ دار دوست سے سننے میں آیا کہ عبداللہ ابن ابی رئیس المنافقین کی نمازِ جنازہ حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے نہیں پڑھی۔ مگر میں نے نہیں مانا واپسی میں گھر

"اگر ترجمان القرآن بابت ماہ رمضان و شوال ۱۳۶۳ھ یعنی جلد ۲۴ کا عدد ۳،۴ کھولا تو اس کے ص ۲۰۹ پر یہ عبارت لکھی دیکھی "آخر جب آپ نماز پڑھانے کھڑے ہو ہی گئے تو یہ آیت نازل ہوئی اور براہ راست حکم خداوندی سے آپ کو روک دیا گیا"۔ تحقیق حق کے لئے میں عرض کرتا ہوں کہ بخاری شریف کتاب الجنائز میں موجود ہے کہ فصلی علیہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثم انصرف فلم یمکث الا یسیراً حتے نزلت الآیتان من براءۃ ولا تصل علی احد منہم مات ابداً الی قولہ" اس سے تو حضور کا نماز جنازہ پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔ اسی طرح دوسری کتب تفسیر مثل بیان القرآن از مولانا اشرف علی رح۔ حاشیہ قرآن مولانا عثمانی رح اور انگریزی تفسیر القرآن از جناب محمد علی صاحب لاہوری میں مذکور ہے۔ ان کے اقتباسات اس لئے نہیں لکھے کہ انہوں نے بھی امام بخاری رح کا ہی حوالہ دیا ہے۔

جواب :-

اس مسئلے میں دو طرح کی روایات ہیں۔ ایک روایت وہ ہے جو احمد، بخاری، ترمذی اور نسائی وغیرہم نے ابن عباس سے نقل کی ہے۔ جس میں یہ ذکر آیا ہے کہ حضرت عمرؓ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو عبداللہ ابن ابی کی نماز جنازہ پڑھنے سے روکتے رہے مگر حضور نے اس پر نماز پڑھی اور بعد میں یہ آیت نازل ہوئی ولا تصل علی احد منہم مات ابداً ولا تقم علی قبرہ۔ اس کی تائید بخاری و مسلم وغیرہ کی وہ روایت بھی کرتی ہے جو ابن عمر سے منقول ہے۔ دوسری روایت وہ ہے جو امام ابو جعفر طبری نے اپنی تفسیر میں اور ابو یعلیٰ نے اپنی مسند میں حضرت انس رض سے نقل کی ہے اس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم عبداللہ ابن ابی پر نماز جنازہ پڑھنے کھڑے ہوئے تو جبریل نے آکر منع کیا اور یہ حکم سنایا ولا تصل علی احد منہم مات ابداً ولا تقم علی قبرہ ان دونوں قسم کی روایات میں سے میں نے دوسری روایت کو اس کی سند کے ضعف کے باوجود اس لئے پسند کیا ہے کہ یہ قرآن سے متعارض نہیں ہے۔ رہیں پہلی قسم کی روایات، تو اگرچہ ان کی سند قوی ہے۔ مگر ان میں متعدد باتیں ایسی ہیں جو قرآن سے متعارض واقع ہوئی ہیں ان احادیث کے متن میں جو اشکالات ہیں ان کی تفصیل کا یہاں موقع نہیں۔ ۔ مرحوم سید رشید رضا نے اپنی تفسیر المنار کی جلد دہم میں صفحہ ۵۷۵ سے ۵۸۰ تک

مفصل بحث کی ہے۔ براہ کرم اس کو بغور ملاحظہ فرمائیں۔

جاگیروں کی تحقیق

سوال:۔

جاگیروں کے مسئلہ میں ایک کھٹک ہے۔ آپ کا ایک مکتوب اس مسئلے کے متعلق رہائی سے قبل کوثر (لاہور) میں شائع ہوا تھا۔ جس کا ماحصل یہ ہے کہ جاگیروں کی باقاعدہ تحقیقات ہونی چاہئے۔ پھر ان میں سے جو بھی ناجائز ثابت ہوں انہیں بلاشبہ چھین لینا چاہیئے۔ اس سلسلہ میں آپ کی توجہ شامی ج ۳ صفحہ ۲۵۵ کی ایک بحث کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ اس بحث کی یہ عبارت قابلِ غور ہے۔

الملك الظاهر بيبرس فانه اراد بمطالبة ذوي الاقطاعات بمستندات تشهد لهم بالملك والا انتزعها من ايديهم متعلقا بها تعلق به ذالك الظالم فقام عليه شيخ الاسلام الامام النووي واعلمه بان ذلك غاية الجهل والعناد وانه لا يحل عند احد من علماء المسلمين بل من في يده شيء فهو ملكه لا يحل لاحد الاعتراض عليه ولا يكلف اثباته ببينة ولم يزل النووي يشنع على السلطان ويعظه الى ان كف عن ذلك۔
(الشامي باب الجزيه والخراج)

شاہ ظاہر بیبرس نے مالکانِ اراضی سے مطالبہ کیا کہ وہ ملکیت کا ثبوت پیش کریں ورنہ ان کی زمینیں حکومت اپنے قبضہ میں کریگی اور اس عالم میں بہانہ وہی بنایا جو (اس سے پہلے دوسرے) ظالم راجہ بادشاہ نے اختیار کیا تھا اس موقع پر امام نووی نے ہمت و جرأت سے کام لیتے ہوئے بادشاہ کو بتلایا کہ یہ طرزِ عمل انتہائی جہالت اور سرکشی کا مظہر ہے اس کو کوئی بھی عالم جائز نہیں قرار دے سکتا۔ بلکہ اصل حقیقت یہ ہے کہ جس کے قبضہ میں جو چیز ہے وہ اسی کی ملک ہے اس پر اعتراض کرنے کا کسی کو حق حاصل نہیں اور نہ ملکیت کے ثبوت کیلئے گواہ پیش کرنے کی ذمہ داری مالک زمین پر عائد ہوتی ہے امام نووی نے اس شخص کی مذمت کی اور وہ اس حرکت سے باز آگیا

عرض یہ ہے کہ اس بحث کی روشنی میں آپ مسئلہ کو ذرا وضاحت سے بیان فرمائیں۔ مجھے یاد پڑتا ہے۔ کہ مولینا شبیر احمد عثمانیؒ نے ۴۵ء یا ۴۶ء میں ایک فتوےٰ شائع کیا تھا جس کا